بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ.

(رواہ احمد والترمذی)

پڑھتا جا اور چڑھتا جا

جس میں عظمتِ قرآن، اہمیتِ حفظِ قرآن، ضرورتِ فہمِ قرآن، حافظِ قرآن کے مرتبہ ومقام، اور فضائل ختمِ قرآنِ مجید وغیرہ کو احادیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

مُرتِّب

نظام الدین قاسمی سیتامڑھی

استاذ جامعہ اشاعت العلوم، اکل کوا (مہاراشٹر)

تفصیلات

Padta Ja Aur Chrdta Ja

نام کتاب	:	پڑھتا جا اور چڑھتا جا
نام مرتب	:	نظام الدین قاسمی، سیتامڑھی
سنِ اشاعت	:	چھٹا ایڈیشن 2015
تعداد	:	1100
کمپوزنگ	:	محمد مہر علی قاسمی (دھنباد، جھارکھنڈ)، جامعہ اکل کوا
قیمت	:	25/روپئے
صفحات	:	40

ملنے کا پتہ

Nizamuddin Qasmi (Rajopatti) Sitamarhi

Jamia Islmia Isha'atul Uloom Akkalkuwa

Dist. Nandurbar (MS) 425415

Mob.: 8180963955

فہرست مضامین

(1)	کلماتِ مبارکہ (حضرت مولانا ذوالفقار احمد قاسمی مدظلہ)	4
(2)	اپنی نوعیت کی بے مثال کتاب (مولانا غلام محمد صاحب وستانوی)	6
(3)	اظہارِ حقیقت (نظم)	7
(4)	عرضِ مرتب	8
(5)	عظمتِ قرآن	9
(6)	اہمیتِ حفظِ قرآن	12
(7)	آدابِ تلاوتِ قرآن	14
(8)	حافظِ قرآن کا مقام	16
(9)	حافظِ قرآن کے والدین کا اعزاز	23
(10)	حافظِ قرآن کو اپنے دس رشتہ داروں کی سفارش کا اختیار	25
(11)	ضرورتِ فہمِ قرآن	26
(12)	حُفّاظِ قرآن کے نام، حضرت عمر فاروقؓ کا ایک اہم مکتوب	27
(13)	قرآن سے غفلت، اور بھول جانے کا وبال	29
(14)	غفلت اور لاپرواہی سے بھول جانے کا حکم	31
(15)	قوتِ حافظہ کے لیے روحانی وغذائی تدابیر	32
(16)	فضائلِ ختمِ قرآن مجید	36
(17)	جامعہ اکل کوا میں شعبۂ تحفیظ القرآن کی خدمات	38

کلماتِ مبارکہ

حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحبؒ
شیخ الحدیث دار العلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"پڑھتا جا اور چڑھتا جا" 40 / صفحات کا مختصر سا رسالہ ہے جو حدیث شریف میں مذکور حافظ کیلئے بشارت کے طور پر "اقرأ و ارتق" جملے کا ترجمہ ہے۔

یہ رسالہ، جامعہ اکل کوا کے ایک مؤقر استاد "حضرت مولانا نظام الدین قاسمی صاحب" کا مرتب کیا ہوا ہے۔ موصوف اس کے علاوہ تقریباً 13 / دوسرے مفید ترین رسائل کے مرتب ہیں، جو مکاتب کے نصاب میں بھی داخل ہیں اور قبولیت حاصل کر چکے ہیں۔

یہ رسالہ، موصوف نے قرآن کی عظمت، حفظ کی فضیلت، حافظ کا عند اللہ درجہ اور اس کے اولیاء کے مقام، اور فضائل ختم قرآن کو واضح کرنے کے لئے قرآن وحدیث کے مستند حوالوں کے ساتھ مرتب فرمایا ہے، اس کی ہر ہر سطر معلومات میں اضافہ کرنے والی اور حفظ کا شوق پیدا کرنے والی ہے۔ مستند کتب سے اس کے مضامین لئے گئے ہیں، کتاب کا نام بھی بہت پر کشش اور حوصلہ افزا ہے۔

اس عالم میں اللہ تعالیٰ کا کلام انتہائی محفوظ شکل میں سوائے قرآن پاک کے اور کوئی نہیں، اسی کی موجودگی اور برکت سے یہ پورا عالم ٹکا ہوا ہے، اگر یہ ختم ہوا تو قیامت

آجائے گی، اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، انسان چوں کہ خلیفہ ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ انسانوں کے ذریعہ ہی اپنے کلام کی حفاظت کراتے ہیں، اور ایسے معجزانہ انداز میں کراتے ہیں، کہ دنیا حیرت زدہ ہے، وہ چھوٹے چھوٹے بچے اس مبسوط کتاب کو پوری کی پوری چند سال میں زبانی یاد کر کے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں، اور بڑے ہوکر ہر سال تراویح میں ایک ماہ تک پورا کا پورا سنا کر تمام مسلمانوں سے تصدیق لے لیتے ہیں، کہ تم گواہ رہنا، ہم نے قرآن پاک بھلایا نہیں، ہمیں پورا کا پورا یاد ہے۔

اس رسالے کے مصنف موصوف نے قرآن پاک سے متعلق کوئی جہت نہیں چھوڑی، چاہے قرآن پاک کی عظمت ہو، اہمیت ہو، مرتبہ یا مقام ہو، حفاظ کے لئے اور ان کے ماں باپ کے لئے بشارت ہو، فہم قرآن کی ضرورت ہو، ہر موضوع پر مستند احادیث و قرآن پاک کی آیات سے استدلال کیا ہے، اس کے مطالعہ سے مسلمانوں کے دل میں قرآن پاک، حفاظِ کرام، اور درجاتِ حفظ کی اہمیت دل و دماغ میں ایسی جاں گزیں ہو جاتی ہے، کہ ہر شخص کم از کم اپنے ایک بچے کو ضرور حفظ کرانے کی جِدّ و جہد میں لگ جائے گا، میں ذاتی طور پر اس رسالے کے مطالعہ سے متأثر ہوا ہوں، میری معلومات میں اضافہ ہوا ہے، اس لئے میں دعا کرتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کو آخرت میں بھرپور اجر عطا فرمائے، اور مسلمانوں کو اس وقیع رسالے کے مطالعے اور اس پر عمل کی توفیق بخشے، اور مرتب کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، نیز ان کے دیگر رسائل و کتب سے بھی استفادے کی توفیق بخشے۔ آمین!

ذوالفقار احمد غفرلہٗ/ 12/5/2008

اپنی نوعیت کی بے مثال کتاب

خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہٗ العالی
رئیس جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا

حامداً ومصلیاً ومسلماً!

قرآن کریم اللہ کی مقدس کتاب ہے، جس کی حفاظت کا اللہ نے وعدہ کیا ہے، ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ''۔

آج نزولِ قرآن کو 15 سو سال ہو گئے، الحمد للہ! اس میں کوئی تحریف وتبدیل نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ قرآنِ کریم کی تعلیم کی طرف پوری توجہ دینا مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے۔

اہمیتِ حفظِ قرآن پر یہ کتاب **''پڑھتا جا اور چڑھتا جا''** اپنی نوعیت کی بے مثال کتاب ہے، عزیزم ''مولانا نظام الدین صاحب'' کی مرتب کردہ ہے۔

موصوف جامعہ میں تقریباً 26 سال سے خدمت انجام دے رہے ہیں، اپنے کام سے کام رکھتے ہیں، خاموشی کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں، تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیفی کام بھی کرتے ہیں، علمی اور محنتی آدمی ہیں، ان کی اب تک 17 کتابیں آچکی ہیں، اور یہ سترہویں کتاب ہے، ''حضرت الاستاد مولانا ذو الفقار احمد صاحبؒ'' کے مقدمہ نے کتاب کو چار چاند لگا دیا ہے، احقر دل سے دعا کرتا ہے اللہ اس رسالہ کو نافع بنائے۔ آمین!

(حضرت مولانا) غلام محمد وستانوی (صاحب مدظلہٗ)
رئیس جامعہ اکل کوا نندور بار مہاراشٹر / 20/5/2008

''اظہارِ حقیقت''

بر کتابِ مستطاب ''پڑھتا جا اور چڑھتا جا''

نتیجۂ فکر: ولی اللہ ولیؔ قاسمی بستوی، استاد جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، ضلع نندوربار، مہاراشٹرا

'''تصنیفِ لطیف''

جناب حضرت مولانا الحاج نظام الدین صاحب قاسمی زید مجدہم استاد جامعہ اکل کوا

کلامِ ذاتِ باری جو کلامِ جاودانی ہے
برائے نوعِ انسانی ، دلیلِ کامرانی ہے

خزینہ ، علم و عرفاں کا ہے ، مینارِ ہدایت ہے
ہے گنجینہ ، حِکَم کا ، اور معیارِ شریعت ہے

مضامیں ، پیکرِ الفاظِ قرآں سے نکلتے ہیں
معانی کے اسی سے رات دن ، چشمے اُبلتے ہیں

جو حافظ ہوگیا وہ تو ، بڑا خوش بخت انساں ہے
خدائے پاک کو محبوب ہے ، وہ مردِ ذیشاں ہے

قیامت میں وہ دس عاصی کو حق سے بخشوائے گا
جہنم سے چھڑائے گا ، اُنہیں جنت دلائے گا

کہے گا حشر میں اللہ ''پڑھتا اور چڑھتا جا''
خوشی سے بہرۂ وَرْ ہو جا ، نقوشِ غم مٹاتا جا

فضیلت اس کو حاصل ہوگی ، سارے اہلِ محشر پر
رہے گا جگمگاتا ، تاج سب حُفّاظ کے سر پر

رہے گا باپ اور ماں کے سروں پر تاجِ نورانی
خدا کے نور کے جلووں سے ، روشن ہوگی پیشانی

بہت سے دامنِ صفحات میں ، علمی مسائل ہیں
بہت اس کے مناقب ہیں، بہت اس کے فضائل ہیں

رسالہ اک ، نظامِ قاسمیؔ ، نے خوب لکھا ہے
کہ پڑھتا اور چڑھتا جا ، مبارک نام رکھا ہے

بڑی ہی صاف ستھری ، دلنشیں تحریر اس کی ہے
بہت دلچسپ ہے ، اور جادوئی تاثیر اس کی ہے

کتب خانوں کی زینت ہے، چراغِ ضوفشاں یہ ہے
کہ حافظ کے لیے اِک قابلِ صد حرزِ جاں یہ ہے

نظام الدیںؔ کی یہ تصنیف ، دنیا میں مثالی ہے
مفید و روح پَرْوَرْ ہے ، انوکھی ہے نرالی ہے

''ولیؔ'' کی ہے دعا، فیضان اس کا عام ہو جائے
جبینِ وقت پر کندۂ یہ نقشِ تام ہو جائے

عرضِ مرتب

اللہ جل جلالہ کا بڑا ہی انعام واکرام ہے کہ اُس نے نا چیز کی دوسری کتابوں کی طرح ''پڑھتا جا اور چڑھتا جا'' (جس میں حافظِ قرآن کے مرتبہ ومقام کو ذکر کیا گیا ہے) نامی رسالہ کو بھی بڑی مقبولیت سے نوازا۔

دو تین سالوں میں تقریباً آٹھ ہزار کاپیاں نکل گئیں، اکثر مدارس نے حفاظ کو انعام میں دیکر ان کی حوصلہ افزائی کی اور طلبہ نے بھی بڑے ذوق وشوق سے لیا۔ اب چھٹی مرتبہ اس رسالہ کو پھر سے شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس چھٹے ایڈیشن کو بھی مقبولیتِ عامہ نصیب فرمائے اور اس حقیر کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

نظام الدین قاسمی

1-1-2015

عظمتِ قرآن

قرآنِ کریم مؤمنین کے لئے بہت بڑی نعمت ہے،اور یہ سب کتابوں سے افضل اور اشرف ہے، اس کی شرافت کے لئے یہی ایک خصوصیت کافی ہے کہ یہ اللہ کا مقدس کلام ہے،حدیث میں ہے ''خَیْرُ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ''۔(مسلم شریف)

یعنی اللہ کی کتاب (قرآن کریم) سب سے بہتر کلام ہے،اور رحمۃ للعالمین وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے،اور اس کی تعلیم آپ کے سپرد فرمائی گئی ہے،ایک حدیث میں ہے''فَضْلُ الْقُرْآنِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ خَلْقِہٖ''۔(ترمذی شریف)یعنی قرآن مجید کو دوسری کتابوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے خداتعالیٰ کی فضیلت ساری مخلوق پر ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے''اَلْقُرْآنُ أَحَبُّ إِلَی اللّٰہِ مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ''۔قرآن اللہ کے نزدیک آسمان اور زمین (اور جو کچھ ان میں ہے) سب سے زیادہ محبوب ہے۔

قرآنِ کریم سارے عالم کے لیے خدا کا آخری اور مکمل قانون ہے،اس وجہ سے آسمانی کتابوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ وارفع ہے اور اس امت کا طرۂ امتیاز ہے۔ایک حدیث میں ہے''عَنْ عَائِشَۃَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ شَرَفًا یَتَبَاھُوْنَ بِہٖ وَ اِنَّ بَھَاءَ أُمَّتِی وَشَرَفَھَا

الْقُرْآنُ"۔ (رواہ فی الحِلیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ہر چیز کے لئے کوئی شرافت اور افتخار رہوا کرتا ہے جس سے وہ تفاخر کیا کرتی ہے، میری امت کی رونق اور افتخار قرآن شریف ہے، دنیا میں لوگ اپنے خاندان مال ودولت پر فخر کرتے ہیں اور اس کو اپنی شرافت کا ذریعہ سمجھتے ہیں، لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے لیے فخر کی چیز قرآن شریف ہے جو شخص جتنا زیادہ اس کو حاصل کرے گا، سیکھے گا، اور پڑھے گا اور دوسروں کو سیکھائے گا اس کا شرف بڑھتا ہی جائے گا، اور شرف بھی ایسا کہ دنیا کا کوئی بڑا سے بڑا اشرف اس کی برابری نہیں کرسکتا۔

دنیا میں یوں تو ہزاروں کتابوں کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن قرآن کی تعلیم دینا اور اس کی تعلیم حاصل کرنا یہ سب سے اعلیٰ قسم کی تعلیم ہے، کیوں کہ دوسری کتابوں کی عبارتیں اوران کے مضامین انسانی دماغوں کے تراشیدہ ہیں، جن کا علم ہمیشہ محدود اور آئندہ بھی ناقص ہی رہے گا، اور قرآن مجید اُس ذاتِ مقدسہ کے ارشاداتِ گرامی کا مجموعہ ہے جس کا علم غیر محدود ہے، اور آسمان وزمین اور پوری کائنات کے ہر ہر جز کو حاوی اور شامل ہے، لہٰذا قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے والے دوسری دنیوی کتابوں کے پڑھنے اور پڑھانے والوں سے اعلیٰ و اشرف قرار دیئے جائیں گے، چناں چہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُراٰنَ وَعَلَّمَهٗ" تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔
(مشکوۃ شریف: ص۱۸۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کریم سیکھتا بھی ہے اور سکھاتا بھی ہے ایسا شخص دوصفات کا جامع ہے کہ خود بھی مستفید ہو رہا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا رہا ہے۔

علاّمہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چوں کہ بہترین کلام کلام الٰہی ہے، اس لئے قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والے حضرات انبیا علیہم السلام کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں، بشرطیکہ یہ مبارک عمل اخلاص وللّٰہیت پر مبنی ہو، ریا کاری و دنیا داری مطلوب نہ ہو۔ (شرح الطیبی علی المشکوٰۃ: ج۴/ص۲۱۵)

ایک اور حدیث میں ہے: یَا اَبَا هُرَیْرَةَ تَعَلَّمِ الْقُرْاٰنَ وَ عَلِّمْهُ النَّاسَ وَ لَاتَزَالُ کَذَالِکَ حَتّٰی یَاتِیَکَ الْمَوْتُ فَاِنْ أَتَاکَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ کَذَالِکَ زَارَتِ الْمَلَائِکَةُ قَبْرَکَ کَمَا یُزَارُ الْبَیْتُ الْعَتِیْقُ.

یعنی اے ابوہریرہ! قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور موت آنے تک زندگی بھر یہی مشغلہ رکھو، پھر اگر قرآن پڑھتے پڑھاتے موت آ گئی، تو ملائکہ تمہاری قبر کی زیارت (قیامت تک) کرتے آتے رہیں گے جیسے کہ خانۂ کعبہ کی زیارت کی جاتی ہے۔
(نہایۃ القول المفید :ص۲۲۰/ کنز المعانی شرح الشاطبیہ الجعبری، فتاوی رحیمیہ: ج۴/ص۲۴۷)

اہمیتِ حفظِ قرآن

اللہ رب العزت کا اس امت پر بہت بڑا فضل ہے کہ اس کی طرف سب سے افضل رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا: اور ان پر سب سے افضل کتاب نازل فرمائی اور اس کو ہر قسم کی تحریف وتبدیل سے محفوظ فرمادیا اور اس کی حفاظت کی خود ذمہ داری لی اور ارشاد فرمایا ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ''یعنی بیشک ہم نے ہی قرآن پاک نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے اور اس ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ نے یوں پورا کیا کہ پوری امت کے دلوں میں حفظِ قرآن کی محبت اور شوق ڈال دیا اور اس کے حفظ کو آسان فرمادیا ''وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ''یعنی ہم نے اس کے حفظ کو آسان کر دیا اور ہم اس کی مدد کریں گے جو اس کو حفظ کرنا چاہے، پس ہے کوئی اس کو حفظ کرنے کا طالب پس اس کی مدد کی جائے'' چناں چہ جو خوش نصیب بچے اپنے سینوں میں قرآن محفوظ کر لیتے ہیں ایسے بچوں کو حافظ کہا جاتا ہے، سلف صالحین میں حفظ قرآن اور اس کی تعلیم کا خاص ذوق تھا اسی لیے پہلے شاگردوں سے قرآنِ پاک حفظ کرواتے، بعد میں دوسرے علوم کے سیکھنے کی اجازت دیتے، ولید بن مسلم سے منقول ہے کہ جب بھی ہم امام ازاعیؒ کی مجلس میں ہوتے، اور کوئی نو وارد شخص مجلس میں ہوتا تو امام اوزاعیؒ اس سے پوچھتے کہ اے شخص تو نے قرآن

حفظ کیا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہوتا تو اس کا امتحان لیتے اور آیاتِ مواریث ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ الخ'' سنتے ،اگر وہ شخص یہ آیتیں نہ پڑھ سکتا تو اس سے فرماتے کہ جاؤ پہلے قرآن حفظ کرو، بعد میں علم (حدیث) سیکھو۔ امام اوزاعیؒ میراث سے متعلق آیات کا اس لیے امتحان لیتے کہ یہ مشکل آیات میں سے ہیں کیوں کہ ان میں متشابہات ہیں، ان کو وہی شخص بلاتردد اور بغیر شک و غلطی کے یاد کرسکتا ہے جو ذہین ہو اور اس کا حافظہ قوی ہو۔

قرآن حفظ کرنے اور یاد رکھنے کی بڑی اہمیت اور بڑے فوائد ہیں، نجات کا سبب ہے، صاحبِ قرآن کے لیے جنت میں بلند مرتبہ ہے، دنیا و آخرت میں، قیادت و سیادت میں، امارت وحکومت میں وہی مقدم ہے، نیز حفظِ قرآن دیانت وذکاوت، فصاحت وبیان اور حسنِ اخلاق کا سبب بنتا ہے۔

حفظ کی اہمیت اس حدیثِ پاک سے بھی ظاہر ہوتی ہے ''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ''۔ (رواہ الترمذی)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کے قلب میں قرآن شریف کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ بمنزلہ ویران گھر کے ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ویران گھر کے ساتھ تشبیہ دینے میں ایک خاص لطیفہ بھی

ہے، وہ یہ کہ ''خانۂ خالی را دیومی گیرد'' (خالی گھر پر بھوت پریت قبضہ کرلیتے ہیں، گھر خالی نہیں رہنا چاہئے) اسی طرح جو قلب کلام پاک سے خالی ہوتا ہے، شیاطین کا اس پر تسلط زیادہ ہوتا ہے، اس حدیث میں حفظ کی کس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اس دل کو ویران گھر ارشاد فرماتے ہیں۔

جس گھر میں کلام مجید پڑھا جاتا ہے اس کے اہل وعیال کثیر ہوجاتے ہیں، اس میں خیر وبرکت بڑھ جاتی ہے، ملائکہ اس میں نازل ہوتے ہیں اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں، اور جس گھر میں تلاوت نہیں ہوتی اس میں تنگی اور بے برکتی ہوتی ہے ملائکہ اس گھر سے چلے جاتے ہیں شیاطین اس میں گھس جاتے ہیں۔ ابن مسعودؓ سے منقول ہے اور بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ خالی گھر وہی ہے، جس میں تلاوت نہ ہوتی ہو۔ (فضائل قرآن مجید: ص ۲۵)

آدابِ تلاوتِ قرآن

کلامِ الٰہی کی عظمت کے پیشِ نظر ہمارے اسلاف قرآن پاک کا بہت ادب و احترام کرتے تھے، چناں چہ مسندِ دارمی میں حضرت ابن مُلیکہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں، کہ حضرت عکرمہ ابن ابی جہلؓ ادب واحترام کے خیال سے قرآن کو اپنے چہرے پر رکھتے، اور فرماتے: ''هٰذَا كِتَابُ رَبِّیْ، هٰذا كِتَابُ رَبِّیْ'' یہ میرے رب کی کتاب ہے، یہ میرے رب کی کتاب ہے۔

اسی لئے علماء نے اس کی تلاوت کے آداب بیان فرمائے ہیں، آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ مسواک اور وضوکرنے کے بعد کسی یکسوئی کی جگہ میں نہایت ادب سکون وتواضع کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھے، چارزانو ہوکراورٹیک لگا کر نہ بیٹھے، قرآن کی عظمت دل میں رکھے، اور یہ تصور کرے کہ یہ اُس ذات کا کلام ہے جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے، پھر نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ تلاوت کرے۔

اگر معنی سمجھتا ہے تو تدبّر وتفکر کے ساتھ آیات رحمت ومغفرت پر رحمت اور مغفرت کی دعا مانگے ،اور عذاب اور وعیدوں کی آیات پر اللہ کے عذاب سے پناہ مانگے ، اور آیات تقدیس وتنزیہ پر سبحان اللہ کہے، اور بوقت تلاوت رونے کی سعی وکوشش کرے، اگر رونا نہ آئے تو بتکلف روئے ، اور رونے والوں جیسی صورت بنائے ، اور ایک اہم ادب یہ بھی ہے کہ پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔

قرآن کواس کی فصیح زبان میں قواعدِ تجوید کے ساتھ پڑھے ، کیوں کہ قرآن کو صحت وتجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔

اورایک ادب یہ بھی ہے کہ خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش آوازی سے پڑھنے کو بہت پسند فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ ''یعنی قرآن مجید کواپنی آواز سے مزین کرو۔
(فتاوی رحیمیہ: ج۴/ص ۲۴۸)

حافظِ قرآن کا مقام

(۱)**حدیث:** عَنِ ابْنِ عَمْرٍ و رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْرِمُوْا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ فَمَنْ أَکْرَمَهُمْ فَقَدْ أَکْرَمَ اللّٰهَ أَلا فَلا تَنْقُصُوْا حَمَلَةَ الْقُرْآن وحُقُوْقَهُمْ فَإِنَّهُمْ مِنَ اللّٰهِ بِمَکَانٍ کَادَ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ أَنْ یَّکُوْنُوْا أَنْبِیَاءَ إِلَّا أَنَّهُمْ لَا یُوْحٰی إِلَیْهِمْ۔ (رواہ دارالقطنی ،تلاوت القرآن المجید :ص ۶۴)

ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم حاملینِ قرآن (حافظِ قرآن) کی عزت کرو، کیوں کہ جس نے ان کی عزت کی اس نے اللہ کی عزت کی ،خبر دار حاملینِ قرآن کی بے حرمتی اور ان کے حقوق میں کمی نہ کرو۔

اس لیے کہ ان کا اللہ کے نزدیک ایسا مرتبہ ہے کہ قریب ہے کہ نبی ہو جائیں مگر ان پر وحی نہیں آتی (کیوں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں ،نبوت و رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دی گئی)۔

(۲)**حدیث:** عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَهْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ، قَالَ،قِیْلَ مَنْ هُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ:اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ.

(رواہ احمد/ابن ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ہیں ،صحابہ نے عرض

کیا کہ یارسول اللہ کون ہیں وہ حضرات؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہلِ قرآن ہی اللہ کے اولیاء اور خاص بندے ہیں۔

اس حدیث پاک میں اللہ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظِ قرآن کی فضیلت اور ان کا شرف ومنزلت بیان فرمانے کے لیے صحابہ کو ایک خاص انداز میں متوجہ فرمایا، پھر صحابہ کے سوال کرنے پر حفاظ قرآن کی خاص فضیلت بیان فرمائی، یہی حضرات اللہ والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ (حافظ قرآن کا مقام: ص ۲۹)

(۳) **حدیث**: حَامِلُ الْقُرْآنِ حَامِلُ رَأْيَةِ الْإِسْلَامِ مَنْ أَكْرَمَهُ فَقَدْ أَكْرَمَ اللّٰهَ وَ مَنْ أَهَانَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ۔ (کنز العمال، فضائل حفظ القرآن: ص ۴۳) یعنی حامل قرآن اسلام کا علمبردار ہے جس نے اس کی عزت کی اس نے اللہ کی عزت کی، اور جس نے اس کو ذلیل کیا اس نے اللہ کو ذلیل کیا، اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

(٤) **حدیث** : إِذَا مَاتَ حَامِلُ الْقُرْآنِ أَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَى الْأَرْضِ أَنْ لَاتَأْكُلَ لَحْمَهُ، فَتَقُوْلُ الْأَرْضُ كَيْفَ آكُلُ لَحْمَهُ وَكَلَامُكَ فِيْ جَوْفِهٖ. (کنز العمال)

جابر بن عبد اللہؓ راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حاملِ قرآن مر جاتا ہے تو اللہ تعالی زمین کو حکم کرتا ہے کہ وہ اس کے گوشت کو نہ کھائے، زمین عرض کرتی ہے آپ کا کلام اس کے پیٹ اور ''سینہ'' میں ہے، پھر کس طرح میں اس کے گوشت کو کھاسکتی ہوں۔

(۵) **حدیث**: وَ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ، اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ، اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ

فِیْ اللَّحْدِ فَقَالَ اَنَا شَهِیْدٌ عَلٰی هٰؤُلَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ یُغْسَلُوْا. (رواہ البخاری)

حضرت ابومسعود انصاری بدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے موقعہ پر دو شہیدوں کو ایک قبر میں جمع فرما رہے تھے (لحد میں رکھنے سے پہلے) معلوم فرماتے کہ ان دونوں میں سے کس کو قرآن زیادہ حفظ تھا، پس جس کی طرف اشارہ کردیا جاتا تو اس کو قبر میں پہلے اتارا جاتا اور پھر فرمایا کہ میں گواہ ہوں ان پر، اور ان شہداء کو ان کے خونوں کے ساتھ بغیر غسل دیئے دفن کرنے کا حکم فرمایا۔

مذکورہ حدیث سے حفاظِ قرآن کی فضیلت اور ان کا بلند مقام واضح طور پر معلوم ہوا، یہ حضرات بڑی قدر ومنزلت والے ہیں، اور کیوں نہ ہو آخر وہ اپنے سینوں میں رب العالمین کا کلام پاک بسائے ہوئے ہیں، لہٰذا ہر مسلمان کو حفاظ کرام کا اعزاز کرنا چاہیئے۔

(٦) **حدیث:** عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَاْ وَارْتَقِ وَ رَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِیْ الدُّنْیَا فَاِنَّ مَنْزِلَکَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَةٍ تَقْرَاُهَا۔ (رواہ احمد والترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے (کہ قیامت کے دن) صاحبِ قرآن سے کہا جاوے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، بس تیرا مرتبہ (مقام) وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ رسالہ فضائل قرآن مجید میں تحریر فرماتے ہیں کہ صاحب القرآن سے بظاہر حافظ مراد ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل سے اس کو واضح کیا ہے کہ یہ فضیلت حافظ ہی کے لئے ہے،

ناظرہ خواں اس میں داخل نہیں۔ شراح اور مشائخ کے نزدیک حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کی ایک ایک آیت پڑھتا جا اور ایک ایک درجہ اوپر چڑھتا جا، اس لئے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درجات کلام اللہ شریف کی آیات کے برابر ہیں۔ لہٰذا جو شخص جتنی آیات کا ماہر ہوگا اتنے ہی درجے اوپر اس کا ٹھکانا ہوگا، اور جو شخص تمام کلام پاک کا ماہر ہوگا وہ سب سے اوپر کے درجے میں ہوگا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حفاظ قرآن کے ساتھ مخصوص ہے، ناظرہ خواں اس میں داخل نہیں، کیوں کہ ناظرہ پڑھنے میں تو سب ہی شریک ہیں، البتہ حفظِ قرآن ایسی چیز ہے کہ اس میں لوگوں کے درجات مختلف ہیں کہ کسی کو تھوڑی مقدار حفظ ہے کسی کو زیادہ، تو مقدار حفظ کے لحاظ سے جنت میں لوگوں کے درجات کا فرق ہوگا (مثلاً جس کو سو آیتیں حفظ ہیں اس کا مقام جنت کے سویں درجہ تک اونچا ہوگا اور جس کو مکمل قرآن حفظ ہے اس کا مقام جنت کے آخری درجہ پر ہوگا) اس کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ حفظِ قرآن، امت پر فرض کفایہ ہے، فریضہ صرف ناظرہ تلاوت سے ادا نہیں ہوتا؛ معلوم ہوا کہ حدیث میں حفظِ قرآن ہی مقصود ہے۔ (نہایۃ القول المفید، ص ۲۴۷)

(۷) **حدیث**: عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِىْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَ هُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ۔ (رواہ البخاری، مسلم، ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی (کاتب) ہیں اور نیک کار ہیں اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دِقّت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا اجر ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قرآن

شریف کا ماہر وہ کہلاتا ہے، جس کو یاد بھی خوب ہو، اور پڑھتا بھی خوب ہو، اور اگر معانی و مراد پر بھی قادر ہو، تو پھر کیا کہنا، ملائکہ کے ساتھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ بھی قرآن شریف کے لوحِ محفوظ سے نقل کرنے والے ہیں اور یہ بھی اس کا نقل کرنے والا اور پہنچانے والا ہے، تو گویا دونوں ایک ہی مسلک پر ہیں، یا یہ کہ حشر میں ان کے ساتھ اجتماع ہوگا۔ (فضائلِ قرآن مجید: ص ۱۱)

حدیثِ بالا میں حافظِ قرآن کا مقام بتایا گیا ہے کہ مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور حدیث کے دوسرے جز میں اٹک اٹک کر پڑھنے والوں کو تسلی دی گئی ہے، کہ وہ پریشان نہ ہوں، بلکہ تلاوت میں اور حفظ کی پختگی میں لگا رہے اس کو اللہ شانہٗ دُہرا اجر و ثواب عطا فرمائیں گے۔ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اٹک اٹک کر پڑھنے والے کا اجر و مقام ماہرِ قرآن سے ارفع ہے بلکہ ماہرِ قرآن کا مقام ارفع و اعلیٰ ہے، اور اس کے لیے بہت زیادہ اجر ہیں کیوں کہ وہ مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور یہ مقام اس کے علاوہ کسی اور کے لیے ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ (حافظِ قرآن کا مقام: ص ۲۴)

(۸) **حدیث**: عَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ۔
(رواہ مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کتاب (قرآن پاک) کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، عمل کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ ان کو دنیا و آخرت میں رفعت و عزت عطا فرماتے ہیں، اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے حق سبحانہٗ وتقدس ان کو ذلیل کرتے ہیں۔

حدیث پاک کا پس منظر:

عامر بن واثلہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نافع بن عبدالحارث کو مکہ مکرمہ کا حاکم بنا رکھا تھا، ان سے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ جنگلات کا ناظم کس کو مقرر کر رکھا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ابن اَبزیٰؓ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ابن ابزیٰ کون شخص ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارا غلام ہے، حضرت عمرؓ نے اعتراضاً فرمایا کہ غلام کو امیر کیوں بنا دیا انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہے (حافظِ قرآن ہے) اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا واقعی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی سچ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بہت سی قوموں کو بلند اور بہت سی قوموں کو پست فرماتے ہیں، میرا خیال ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کو بھی قرآن ہی کے ذریعہ بلندی حاصل ہوئی۔ (رواہ مسلم، کنز العمال: ج ا/ص ۳۶۱)

گجرات کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام محمود تھا، ایک دفعہ رمضان میں کئی علماء بیٹھے تھے، ایک عالم نے کہا کہ قیامت کے دن سب لوگ پریشان ہوں گے، لیکن جو قرآن کا حافظ ہوگا، اس کے والدین پریشانی سے بچ جائیں گے، بادشاہ نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا افسوس ہے کہ ہمارے بیٹوں میں کوئی بھی حافظِ قرآن نہیں ہے، ورنہ ہم بھی قیامت کے دن پریشانی سے بچ جاتے۔

اس مجلس میں محمود بادشاہ کا بیٹا خلیل بھی تھا، اس کے دل پر اپنے والد کی بات کا بڑا اثر ہوا، خلیل کی عمر بھی زیادہ تھی، بہت بڑے کاروبار کی نگرانی بھی اس کے ذمہ تھی، لیکن اس نے دن رات محنت کی، فارغ وقت میں پڑھتا تھا، راتوں کو جاگ جاگ کر

آنکھیں سرخ ہوگئیں لیکن اس نے کوئی پرواہ نہ کی، چناں چہ اس نے ایک سال اور چند ماہ میں پورا قرآن ختم کرلیا اور پھر رمضان میں والد کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اس سال تراویح میں قرآن میں سناؤں گا، بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ تم کب سے حافظ ہو گئے، خلیل خان نے کہا جب آپ نے علماء کے سامنے کہا تھا کہ اگر ہمارا بیٹا بھی حافظ ہوتا تو ہم بھی قیامت کی پریشانی سے بچ جاتے بس اسی دن میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ میں حافظ بن کر رہوں گا، میں نے دن رات محنت کی، چناں چہ اللہ پاک نے مجھے حافظ بنا دیا، آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ بھی ایک حافظ کے باپ ہیں، محمود خان نے بیٹے کو مصلی پر کھڑا کیا۔

خلیل خاں کو اتنا پختہ قرآن یاد تھا کہ ہر روز تراویح میں پورا قرآن ختم کر دیتا، بادشاہ بہت خوش ہوا، اس نے کہا بیٹے میں تمہارا کیسے شکریہ ادا کروں اور تمہیں کیا انعام دوں، پھر اس نے خلیل خاں کا ہاتھ پکڑا اور اسے تخت پر بٹھا کر بادشاہ بنا دیا اور خود نیچے جا کر بیٹھ گیا۔ (تفہیمات برائے حفاظ:۴۳)

اس حدیث اور واقعہ میں قانونِ خداوندی بتایا گیا کہ اللہ تعالی جب کسی قوم کو اٹھائے گا تو اسی قرآن کی وجہ سے اٹھائے گا اور جب گرائے گا تو اسی قرآن کو ترک کرنے کے باعث گرائے گا، آج ہم اسی قانونِ خداوندی کی زد میں ہیں۔ علامہ اقبال نے سچ کہا ہے ؎

وہ معزز ہوئے حاملِ قرآں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

حافظ قرآن کے والدین کا اعزاز

عَنْ بُرَيْدَةَ الْاسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وتَعَلَّمَهُ وَ عَمِلَ بِه اُلْبِسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَاجاً مِّنْ نُّوْرٍ ضَوْؤُهُ مِثْلُ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَ يُكْسٰى وَالِدَاهُ حُلَّتَيْنِ لَا تَقُوْمُ بِهِمَا الدُّنْيَا فَيَقُوْلَانِ بِمَ كُسِينَا هٰذَا فَيُقَالُ بِاَخْذِ وَلَدِ كُمَا الْقُرآن ۔(مستدرک حاکم)

جس نے قرآن پڑھا، اسے سیکھا، اوراس پرعمل کیا، اس کو قیامت کے دن ایسا ''تاجِ نور'' پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوگی، اوراس کے والدین کوایسے دو جوڑے پہنائے جائیں گے کہ پوری کائنات بھی ان کی قیمت نہ بن سکے گی، وہ پوچھیں گے، ہمیں یہ جوڑے کس بنا پر پہنائے جارہے ہیں، بتلایا جائے گا، اس بناء پر کہ تمہاری اولاد نے قرآن سیکھا تھا۔

یہ قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے حافظ قرآن اوراس کے والدین کا اعزاز واکرام ہوگا، والدین پراس لئے انعام ہوگا کہ وہی اس کے وجود کا ذریعہ بنے تھے، اورانہوں نے ہی اپنی اولاد کی دینی تربیت کرکے اسے قرآن پاک میں لگایا تھا، اس لیے انہیں ایسے حسین وجمیل اور قیمتی دو جوڑے زیب تن کرائے جائیں گے کہ یہ دنیا اوراس کی سب چیزیں بھی ان دونوں جوڑوں کی قیمت نہیں بن سکتیں، اس دنیا میں ان جوڑوں کی خوبصورتی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کیوں کہ اخروی نعمتوں کی شان ہی نرالی ہے ایک اور حدیث میں ہے:

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَ عَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْئُهُ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْكَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِاالَّذِى عَمِلَ بِهٰذَا۔ (رواہ احمد، ابوداؤد)

جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی، اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حافظ قرآن اور اس کے والدین تینوں کو عزّت وکرامت اور نور کا تاج پہنایا جائے گا، اور عزت وکرامت کے جوڑے بھی زیب تن کرائے جائیں گے جن کے مقابلہ میں پوری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے ہیچ ہے۔

جمع الفوائد میں طبرانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کو جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلاوے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اور جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جاوے گا، اور اس کے بیٹے سے کہا جاوے گا کہ پڑھنا شروع کر جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا تو باپ کا ایک درجہ بلند کیا جاوے گا حتی کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہو۔ (فضائل قرآن مجید)

حافظِ قرآن کو اپنے دس رشتہ داروں کی سفارش کا اختیار

''عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ''۔ (رواہ احمد وترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس نے قرآن کو پڑھا پھر اس کو حفظ کیا، اور اس کے حلال کو حلال جانا، اور حرام کو حرام، حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے دس ایسے آدمیوں کے بارے میں شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو۔

اس سے مراد مسلمان رشتہ دار ہیں جو مرتکب کبائر ہیں کافر مشرک مراد نہیں کیوں کہ کفار و مشرکین کے لئے تو جنت ہمیشہ حرام ہے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

اس حدیث سے باعمل حافظ قرآن کا مقام معلوم ہوا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم یاد کرنے کا فائدہ اس کی ذات تک محدود نہیں بلکہ اس کے عزیز واقارب کو بھی پہنچے گا، کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ حضرات جن کے خاندان میں اکثر لوگ حافظ ہیں۔

ضرورتِ فہمِ قرآن

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ اسے سمجھ کر پڑھیں اور پھر اس پرعمل کریں۔ ''سورۂ صٓ'' میں ہے ''کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوۡٓا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ۝'' (سورۂ صٓ:۲۹)

ہم نے یہ کتاب آپ پراس لئے نازل کی ہے کہ لوگ اس کی آیتوں میں غوروفکر کریں، جولوگ قرآن سمجھ کر پڑھتے ہیں ان کے دل پرقرآن کا اثر زیادہ ہوتا ہے، سمجھ کرتلاوت کرنے سے دل میں اللہ اوراس کے رسول کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے، جہنم سے خوف آنے لگتا ہے، جنت کا شوق پیدا ہوجاتا ہے، اللہ کے نیک بندوں سے عشق ہو جاتا ہے، اللہ کے نافرمانوں اور کافروں اورمشرکوں کے طورطریقوں سے نفرت ہونے لگتی ہے، عبادت میں دل لگتا ہے، ذکراور دعاء میں مزہ آتا ہے، تلاوت کرتے ہوئے آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور بڑا سکون محسوس ہوتا ہے بغیر سمجھ کر پڑھنے سے بھی اگرچہ ثواب ملتا ہے لیکن سمجھ کر پڑھنے سے ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے، اورفوائد بھی زیادہ حاصل ہوتے ہیں۔

اسی لئے توحضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **لاخیر فی عبادۃ لافقه فیها و لاخیر فی قرأۃ لا تدبر فیها** (جوعبادت بغیر سمجھے ہوئے، اور جوتلاوت بغیر غوروفکر کے کی جائے اس سے (کامل) فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(الکلمات الحسان:ص/۲۰۷، التبیان فی آداب حملة القرآن)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اللہ کے دوسرے نیک بندوں کے بارے میں ہم جو یہ پڑھتے ہیں کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے روتے تھے اور بعض اوقات ایک ہی آیت پڑھتے ہوئے ساری رات گذار دیتے تھے، تو اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ غور و تدبر کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے تھے، اور تلاوت سے ان کا اصل مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہمیں قرآن سے ہدایت حاصل ہو جائے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی دس آیات سیکھتے تھے تو جب تک ان دس آیات کو اچھی طرح سمجھ نہیں لیتے تھے ان کے بعد والی دس آیات نہیں سیکھتے تھے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ قرآن کی تلاوت ہمیشہ معانی پر نظر رکھ کر کریں، معانی پر نظر رکھتے ہوئے عمل کی نیت سے جب ہم تلاوت کریں گے تو دل میں نور بھی پیدا ہوگا اور ہدایت بھی حاصل ہوگی۔ (تفہیمات حفاظ: ص ۱۰)

حفاظ کے نام، حضرت عمر فاروقؓ کا ایک اہم مکتوب (خط)

ابو کنانہ عدویؒ سے منقول ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجناد کے حکام کو خط لکھا کہ جتنے لوگوں نے قرآن مجید حفظ کیا ہے، ان کے نام میرے پاس روانہ کر دو کہ میں ان کو خصوصی وظیفہ والوں میں شامل کر دوں، اور لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کے لئے ان کو مختلف علاقوں میں بھیج دوں، اس خط کے جواب میں ابو موسیٰ اشعریؓ نے جواب میں لکھا کہ میرے پاس کچھ اوپر تین سو آدمیوں نے قرآن پاک حفظ کیا ہے، اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں درج ذیل مکتوب گرامی روانہ فرمایا:

اللہ کے بندے عمر کی جانب سے عبداللہ بن قیس اوران کے ساتھیوں کے لئے ہے جوقرآن پاک کے حافظ ہیں۔

السلام علیکم، أما بعد! یہ قرآن شریف تم لوگوں کے لئے اجر ہوگا، اور تمہارے لئے شرافت اور ذخیرہ ہوگا، تم اس کی اتباع کرنا، اور قرآن تمہاری اتباع نہ کرے اس لئے کہ جس شخص کا اتباع قرآن نے کیا، قرآن اس کوگدی میں زور سے دھکا مارکراوندھا کردے گا حتی کہ اس شخص کوجہنم میں پھینک دے گا، اور جس شخص نے قرآن کا اتباع کیا، قرآن اس کوفردوس کے باغات میں پہنچادے گا، اگرتم سے ہوسکے تو ایسا کرلو، کہ قرآن تمہارے لئے سفارش کرنے والا ہو، اورتمہاری شکایت کرنے والا نہ ہواس لئے کہ قرآن جس کی سفارش کرے گا وہ جنت میں داخل ہوجائے گا، اور جس کی قرآن شکایت کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بندہ جب رات کو کھڑا ہوتا ہے، اور مسواک اور وضو کرتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہے، اورقرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تلاوت کر، تلاوت کرتو اچھا ہے اور تیرے لئے اچھائی ہے، اور اگر فقط وضو کرتا ہے اور مسواک نہیں کرتا تو اس کی حفاظت کرتا ہے، اور ویسا معاملہ نہیں کرتا، سن لوکہ قرآن کا نماز کے ساتھ پڑھنا ایک محفوظ خزانہ ہے، اور رکھا ہوا خیر ہے، جہاں تک تم سے ہوسکے اس کی کثرت کیا کرو، اس لئے کہ نماز نور ہے، اور زکوٰۃ دلیل ہے، اور صبر روشنی ہے، اور روزہ ڈھال ہے، اورقرآن یا تمہارے نفع کے لئے حجت ہے، یا تمہارے نقصان کے لئے حجت ہے، سوتم قرآن کی تعظیم کرو، اور اس کی اہانت نہ کرو، اس لئے کہ ''اللہ جل شانہٗ'' اس کا اکرام کرے گا جو

قرآن کا اکرام کرے گا، اور اس کی اہانت کرے گا، جو قرآن کی اہانت کرے گا، اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس نے اس کی تلاوت کی اور اسے حفظ کیا اور اس پر عمل کیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کا اتباع کیا، اس کی دعا اللہ جل شانہ کے نزدیک مقبول ہے، اگر اللہ چاہے تو اس دنیا میں جلد ہی دے اور نہیں تو اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ ہے ہی، اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے بہتر ہے، اور ان لوگوں کے لئے باقی رہنے والا ہے، جو ایمان لائے اور انہوں نے رب پر توکل کیا۔

(کنزل العمال، تحفۂ حفاظ: ص۱۲۴)

قرآن سے غفلت، اور بھول جانے کا وبال

''مولانا مجیب اللہ صاحب ندویؒ'' اپنی کتاب ''قرآن کی تعلیم اور اس کی عظمت''میں لکھتے ہیں، قرآن پاک جتنی آسانی سے یاد ہوجاتا ہے، اتنی آسانی سے کوئی دوسری کتاب یاد نہیں ہوتی، مگر یہ چوں کہ خدائے رب العالمین کا کلام ہے اس لئے جہاں اس کی تلاوت کی طرف سے ذرا بھی غفلت ہوئی، یا اس کے ادب واحترام میں فرق آیا تو کلام الٰہی کی غیرت اسے برداشت نہیں کرتی کہ اس سے بے پرواہی برتی جائے اور وہ جتنی آسانی سے یاد ہوا تھا اسی آسانی سے بھول بھی جاتا ہے۔

اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی توجہ اس طرف مبذول فرمایا کرتے تھے، کئی بار مختلف انداز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا''۔ (بخاری ومسلم ابی موسی الاشعریؓ)

قرآن باقاعدگی سے پڑھتے رہا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اونٹ جس قدر تیزی کے ساتھ اپنی رسیوں سے بھاگ جاتا ہے (جب کہ اس کی خبر گیری نہ رکھی جائے) اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ قرآن حافظہ اور سینہ سے نکل جاتا ہے، جبکہ منزل میں سستی اور غفلت کی جائے۔

دوسری حدیث میں ہے: ''مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّقَ مُصْحَفَهُ لَمْ يَتَعَاهَدْهُ وَلَمْ يَنْظُرْ فِيْهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقاًبِهٖ يَقُوْلُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ اِنَّ عَبْدَكَ هَذَا اِتَّخَذَنِيْ مَهْجُوْرًا فَاقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ''۔

(الجامع الاحکام القرآن للقرطبی: ج ۱۳/ص ۲۷، عن انس موقوفاً)

جس نے قرآن کریم کی (حفظ یا ناظرہ) تعلیم حاصل کی اور پھر قرآن کو اٹھا کر رکھ دیا نہ اس کی منزل پڑھی اور نہ اس کو دیکھنا تک گوارا کیا قرآن کریم قیامت کے دن ایسے آدمی کے ساتھ چمٹا ہوا، اور اس کو پکڑے ہوئے آئے گا اور کہے گا اے رب العالمین، تیرے اس بندے نے مجھے بالکل نظر انداز کر رکھا تھا، پس میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمایئے، (ظاہر ہے کہ وہاں اس آدمی کو کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا، اور قرآن کے حق میں فیصلہ صادر ہو کر ایسے آدمی کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا) والعیاذ باللہ۔

''قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ ذَنْبٍ تُوَافِي بِهٖ أُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَسُوْرَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَ أَحَدِهِمْ فَنَسِيَهَا''۔ (محمد بن نصر المروزی فی قیام اللیل: ص ۱۷۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انتہائی بڑا گناہ جس کی میری امت کو قیامت کے دن پوری پوری سزا ملے گی یہ ہے کہ امت میں سے کسی کو کتاب اللہ کی کوئی سورت یاد ہو اور پھر وہ اس کو بھول گیا ہو۔

غفلت اور لاپرواہی سے قرآن بھول جانے کا حکم

غفلت اور لاپرواہی کی بناء پر قرآن شریف کا بھلا دینا اکثر علماء کی رائے پر گناہِ کبیرہ ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ احادیث میں نسیانِ قرآن پر سخت وعید اور عذاب وارد ہوا ہے، علامہ سیوطیؒ نے ''اتقان'' میں، اور علامہ نوویؒ نے ''روضہ'' میں اس کی تصریح کی ہے، البتہ اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے قرآن کریم بھول جائے تو یہ اس حکم میں داخل نہیں ہے۔ (تلاوت القرآن المجید: ص۳۲)

حاصل یہ کہ قرآن مجید کو حفظ کرنے کے بعد یاد رکھنا فرض عین، اور نسیان وذہول گناہ کبیرہ ہے، ہاں کوشش کے باوجود یاد نہ رہا تو گناہ نہیں، اور اس صورت میں حافظِ قرآن پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ (حاشیۂ تبیان: ص۶۷، مع زیادات)

اب نسیان کا معیار کیا ہے تو بعض علماء کہتے ہیں کہ اتنا بھول جائے کہ ناظرہ بھی تلاوت نہ کر سکے، بعض نے کہا کہ سابقہ معیار کی لحاظ سے حفظ میں فرق اور کمی آجائے، اور بعض نے کہا کہ تراویح میں سنانے کے قابل نہ رہے، اور اگر سنائے تو عام تأثر یہ ہو کہ یہ شخص قرآن مجید بھول چکا ہے۔ (فضائل حفاظ القرآن: ص۲۷۵)

قوتِ حافظہ کے لئے روحانی وغذائی تدابیر

اگر حفظ کرنے میں دشواری پیش آرہی ہو، ذہنی کمزوری ہو، تو درج ذیل دعائیں، وظائف، غذائیں استعمال کریں، جو کہ مجرب ہیں۔

☆ ...... نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر گیارہ دفعہ ''یَا قَوِیُّ'' پڑھا کریں۔

☆ ...... نماز فجر اور عشا کے بعد اول اور آخر تین تین بار درود شریف پڑھیں اور درمیان میں تین بار یہ دعا پڑھیں: ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا''۔

☆ ...... جب سبق یاد کرنے لگیں تو اول وآخر ایک ایک بار درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں: ''رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْلِیْ أَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ''۔

☆ ...... حفظِ قرآن کی دعا، جس کو شیخ الحدیث صاحبؒ نے فضائل قرآن میں نقل کیا ہے، اس کو پڑھیں۔

امام ترمذی اور امام حاکم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت علیؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کی شب آوے تو اگر یہ ہوسکتا ہو کہ رات

کے اخیر تہائی حصہ میں اٹھے تو یہ بہت ہی اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس وقت میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے ۔اسی وقت کے انتظار میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا: ''سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ'' عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا (یعنی جمعہ کی رات کو)۔پس اگر اس وقت میں جاگنا دشوار ہو تو آدھی رات کے وقت اور یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر شروع ہی رات میں کھڑا ہو، اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسین شریف پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ الم سجدہ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ ملک پڑھے اور جب التحیّات سے فارغ ہو جائے تو اول حق تعالیٰ شانہٗ کی خوب حمد وثنا کر، اس کے بعد مجھ پر درود وسلام بھیج ، اس کے بعد تمام انبیاء پر درود بھیج ، اس کے بعد تمام مومنین کے لئے ، اوران تمام مسلمان بھائیوں کے لئے جو تجھ سے پہلے مر چکے ہیں استغفار کر اور اس کے بعد یہ دعا پڑھ:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِی بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَداً مَّا اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَکَلَّفَ مَا لَا یَعْنِینِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظْرِ فِیْما یُرْضِیْکَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ وَ الْعِزَّةِ الَّتِیْ لَاتُرَامُ اَسْئَلُکَ یَااَللّٰہُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَ نُوْرِ وَجْھِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَاعَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ أَنْ اَقْرَءَ هٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ، أَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ وَ الْعِزَّةِ الَّتِیْ

لَاتُـرَامُ اَسْـئَلُکَ یَـااَللّٰـهُ یَـارَحْـمٰنُ بِجَلَالِکَ وَ نُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِـکِتَـابِکَ بَـصَـرِیْ وَ اَنْ تُـطْـلِقَ بِـهٖ لِسَانِیْ وَ اَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَ أَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَ أَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَایُعِیْنُنِیْ عَلَی الحَقِّ غَیْرُکَ وَ لَایُؤْتِیْهِ اِلَّا اَنْتَ وَ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

ترجمہ: اے رب العالمین مجھ پر رحم فرما کہ جب تک میں زندہ رہوں، گناہوں سے بچتا رہوں، اور مجھ پر رحم فرما کہ میں بے کار چیزوں میں کلفت نہ اٹھاؤں، اور اپنی مرضیات میں خوش نظری مرحمت فرما۔ اے اللہ! اے زمین اور آسمان کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے، اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے، اے اللہ اے رحمٰن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے اپنا کلام پاک مجھے سکھا دیا، اسی طرح اس کی یاد بھی میرے سینے سے چسپاں کردے اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جس سے تو راضی ہو جاوے، اے اللہ زمین اور آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن، اے اللہ! اے رحمٰن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میری نظر کو اپنی کتاب کے نور سے منور کردے، اور میری زبان کو اس پر جاری کردے اور اس کے برکت سے میرے دل کی تنگی کو دور کردے، اور میرے سینے کو کھول دے، اور اس کی برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا میل دھودے، کہ حق پر تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں، اور تیرے سوا میری یہ آرزو کوئی

پوری نہیں کرسکتا، اور گناہوں سے بچانا عبادت پر قدرت نہیں ہوسکتی مگر اللہ برتر و بزرگی والے کی مدد سے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کر، انشاء اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی، قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے، کسی مومن سے بھی قبولیت دعا نہ چوکے گی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ علیؓ کو پانچ یا سات ہی جمعہ گزرے ہوں گے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھتا تھا اور وہ بھی مجھے یاد نہ ہوتی تھیں، اور اب تقریباً چالیس آیتیں پڑھتا ہوں اور ایسی از بر یاد ہوتی ہیں کہ گویا قرآن شریف میرے سامنے کھلا ہوا رکھا ہے، اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب اس کو دوبارہ کہتا تھا تو ذہن میں نہیں رہتی تھی، اور اب احادیث سنتا ہوں اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک بھی لفظ نہیں چھوٹتا۔

(فضائل قرآن مجید: ص ٦٦، از حضرت شیخ الحدیثؒ)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ ہشام بن القاضی بن الحارث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس سے فرمایا کہ کیا میں تجھ کو وہ بات بتلاؤں جو جبرئیل نے مجھے بطور ہدیہ دی ہے جس سے حافظہ بڑھتا ہے، اور نسیان دور ہوتا ہے، ابن عباس نے کہا یا رسول اللہ! ضرور بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی تھال یا کٹورے میں زعفران و گلاب کے عرق سے ''سورۂ فاتحہ و سورۂ حشر و سورۂ واقعہ'' لکھو، پھر آبِ زمزم یا آبِ بارش یا کسی صاف پانی

سے دھوکر صبح کے وقت تین مثقال یعنی ایک تولہ سے زیادہ شکر ملا کر پی جاؤ اور اس کے بعد دو رکعت پڑھو، ہر ایک رکعت میں پچاس دفعہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' اور پچاس ہی دفعہ ''سورۃ الفاتحہ'' پڑھو۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اسلام کے بعد جیسا کہ میں اس روز خوش ہوا کبھی نہیں ہوا تھا کیوں کہ اس کا نفع چالیس روز کے بعد ہی شروع ہوا۔

ابن شہاب زہری اس کو لکھ کر اپنی اولاد کو پلایا کرتے تھے عاصم کا قول یہ ہے کہ میں نے پچپن سال کی عمر میں اس کا استعمال شروع کیا پس ہر ایک مہینہ میں میرا حافظہ و فہم بڑھتا گیا۔

زہریؒ فرماتے ہیں کہ تم پر شہد لازم ہے کیوں کہ یہ حافظہ کیلئے بہترین چیز ہے۔

ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا اور بھولنے کی بیماری کی شکایت کی فرمایا کہ گائے کا دودھ لازم کر لے کیوں کہ وہ دل کو بہادر بناتا ہے اور بھولنے کی بیماری کو دور کرتا ہے۔ (کتاب الرحمہ فی الطب)

فضائل ختم قرآن مجید

ختم قرآن کے وقت شرکت کی دعوت، اور اجتماع مستحب ہے مگر اس کو واجب اور ضروری سمجھ کر کرنا بدعت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے اہل خانہ کو جمع کرتے اور دعا کرتے تھے۔ (اتقان: ج ۱/ص ۱۴۵)

جبیب بن ابی عمرہ سے موقوفاً مروی ہے کہ جب کوئی شخص قرآن ختم کرتا ہے تو فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیانی جگہ (پیشانی) کو بوسہ دیتا ہے۔ (بیہقی)

☆......دارمی نے اپنی سند کے ذریعہ حُمید اعرج سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ جو قرآن پڑھے پھر دعاء کرے، اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (مسند دارمی)

☆......حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے: **مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَمِدَ الرَّبَّ وَ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ) وَ اسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَّلَبَ الْخَیْرَ مَکَانَهٗ۔** (الاتقان: ج:۱/ص:۱۴۶)

ترجمہ: جس نے قرآن ختم کیا، اور اللہ کی تعریف کی، اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجا، اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کی تو اس نے خیر و بھلائی کو ٹھیک اس موقع و محل سے طلب کیا۔ (یعنی دعا کا یہی اصل طریقہ ہے نیز ختم قرآن کا موقع قبولیتِ دعا کا ہے)

☆......جب بندہ قرآن ختم کرتا ہے، تو اس کے لئے ساٹھ ہزار فرشتے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (دیلمی عن ابن عمرؓ)

☆......ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ (روایت از مجاہدؒ)

☆......ختم قرآن کے وقت ایک مقبول دعا ملتی ہے۔ (ترمذی از سخاویؒ)

ختم قرآن کا مسنون طریقہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ** پڑھ لیتے یعنی قرآن پاک ختم فرمالیتے، تو **اَلْحَمْدُ** (یعنی سورۂ فاتحہ) سے دوبارہ شروع فرماتے، پھر سورۂ بقرہ کے شروع سے **وَ اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** تک ساتھ پڑھتے پھر ختم قرآن کی دعا فرماتے اور اس کے بعد ہی اپنی جگہ سے اٹھتے تھے۔ (دارمی)

ختم قرآن کی دعا: جب تم میں سے کوئی قرآن ختم کرے، تو اسے چاہیے کہ یہ دعا کرے: ''اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّ ھُدًی وَّرَحْمَۃً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ وَ عَلِّمْنِیْ مِنْہُ مَا جَھِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ وَاجْعَلْہُ لِیْ حُجَّۃً یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. آمین!''۔ (کنز العمال: ج۱/ص۶۰۷)

جامعہ اکل کوا میں شعبۂ تحفیظ القرآن کی خدمات

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، جس طرح اس کے معانی مقصود ہیں، اسی طرح اس کے الفاظ بھی، اسی لیے حفظ قرآن کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، اور قرآن مجید کے حفظ کو باعثِ سعادت اور برکت سمجھا گیا ہے، جامعہ نے شروع سے اس شعبہ پر خصوصی توجہ دی ہے، آج جامعہ کا شعبۂ تحفیظ القرآن ہندوستان ہی نہیں، بلکہ ایشیاء کا سب سے بڑا تحفیظ القرآن بن چکا ہے، آج اس وقت تین ہزار بائیس سو طلبہ (3022) اور ایک سو اکیس (121) اساتذۂ کرام حفظِ قرآن کے درس و تدریس میں مصروف ہیں، اس سال حفظ مکمل کرنے والے طلبہ تقریباً چار سو پینتیس (435) ہیں، اور قیامِ جامعہ سے اب تک اس شعبہ سے فارغ حفاظ کی تعداد تقریباً چھ ہزار چھ سو نواسی (6689) تک پہونچ چکی ہے، تقریباً سارے فارغ حفاظ، جامعہ اور جامعہ کی شاخوں اور اپنے اپنے مقامات پر قرآنِ کریم کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ۔

جامعہ کا شعبۂ تحفیظ، طریقۂ تعلیم اور نظامِ تعلیم کے اعتبار سے اپنے اندر ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے، اس نہجِ تعلیم کو سیکھنے کے لئے دور دراز سے طلبہ کھنچے چلے آتے ہیں، یہ سب رئیسِ جامعہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہٗ اور نائب رئیس حضرت الحاج حافظ محمد اسحاق صاحب مدظلہٗ کی دور اندیشانہ نظامت اور اخلاص وللّٰہیت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

شعبۂ تحفیظ القرآن کا نظامِ تعلیم اور طریقۂ تعلیم

شعبۂ حفظ کا نظامِ تعلیم: قبل از فجر ایک گھنٹہ با قاعدہ تعلیم، بعد نماز فجر چار گھنٹے تعلیم، اور بعد نمازِ ظہر سوا تین گھنٹے تعلیم۔ مغرب تا عشاء، اور بعد نماز عشاء پون گھنٹہ تعلیم ہوتی ہے۔

طریقۂ تعلیم: شعبۂ حفظ کے کل (117) درجات ہیں، جن میں ہر درجہ میں (22) یا (23) طلبہ رہتے ہیں، قبل از فجر طلبہ کا سبق سنا جاتا ہے، جس میں پختگیٔ حفظ اور صحتِ تجوید ضروری ہے، صبح کی تعلیم میں سبق پارہ نصف تا پون پارہ سنا جاتا ہے، دوپہر بعد نمازِ ظہر، تمام طلبہ کا دور سنا جاتا ہے۔ پاروں کے حساب سے زیادہ پاروں والے کا کم از کم ایک پارہ سنا جاتا ہے۔

بعد نماز مغرب اکثر بچے سبق یاد کرتے ہیں اور بعض طلبہ سبق سنا بھی دیتے ہیں، بعد عشاء دور کا سلسلہ ہوتا ہے، جس میں تمام اساتذہ اپنے اپنے درجوں میں موجود رہتے ہیں، طلبہ حفظ کے لیے تجوید بھی ضروری ہے، جس کے لیے قراء حضرات نصاب

تجوید کے مطابق قواعد یاد کراتے ہیں۔ اور حدر، ترتیل، تدویر کی مشق کراتے ہیں اور ساتھ ہی طلبہ حفظ کے لیے لیے اردو بھی ضروری ہے، لہٰذا ان کے لیے نصف گھنٹہ طے کیا گیا ہے، جس میں طلبہ کی صلاحیت کے مطابق نصاب وضع کیا گیا ہے۔

حفظ مکمل کرنے والے طلبہ کے لیے پختگی حفظ کے لیے مختلف تدبیریں کی جاتی ہیں، تاکہ کمزوری نہ رہے، مثلاً ششماہی بعد سے مسابقات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، ہر پندرہ دن کے بعد پانچ پاروں کے اضافہ کے ساتھ مسابقہ ہوتا ہے، یعنی کل 6/مسابقات اساتذہ کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح نوافل میں بعد نمازِ مغرب ہر حافظ ہونے والے طالب علم کو یومیہ (ہر دن) ایک پارہ سنانا ضروری ہے، اس کے علاوہ ایک امتحان جیدجدا کا ہوتا ہے، جس میں دیگر مدارس کے ماہر حفاظ کرام کو مدعو کیا جاتا ہے اور پھر کامیاب طلبہ کو رقم کی شکل میں انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

طریقۂ امتحان:

ماہانہ امتحان: ہر ماہ جتنے پارے ہوتے ہیں ان کا امتحان ہوتا ہے۔

ششماہی امتحان: 4/یوم میں پاروں کو تقسیم کرکے امتحان لیا جاتا ہے۔

سالانہ امتحان: 6/یوم میں مکمل پاروں کا امتحان ہوتا ہے، جتنے پارے ہوتے ہیں ان کو 6/یوم میں تقسیم کیا جاتا ہے، اور ہر روز ممتحن کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

تراویح کے لیے جامعہ سے ہر سال صوبہ مہاراشٹر، ایم پی، آندھرا پردیش اور بنگال (کوچ بہار) میں تقریباً چار سو (350) حفاظِ کرام کو بھیجا جاتا ہے۔

مرتب کی دیگر تالیفات

(1) تذکرۂ اکابر

(2) طلبہ کے لیے اثر انگیز نصائح

(3) ذرّہ سے آفتاب

(4) تقریر نظامی دربیان حسنِ انسانی

(5) اشاعتی اردو قاعدہ

(6) اخلاق الصالحین

(7) چہل ربنا

(8) رہنمائے معلمین

(9) چہل اللھم

(10) ترجمہ منتخب آیاتِ قرآنی

(11) حضرت مولانا وستانوی مدظلہٗ کی پُرسوز مجلس ذکر

(12) سیرت کوئز

(13) ہمارے اکابر، اور مدارس کے مال میں احتیاط

(14) جامعہ اکل کوا تاریخ وخدمات کے آئینے میں

(15) پڑھتا جا اور چڑھتا جا

(61) قرآنی کوئز

(17) منتخب تقاریر